اسلام: ازبکستان میں

زہیرالدین حسن الدینوف
ترجمہ: محمد ارشد خان

کلمہ' نماز' روزہ' زکوۃ اور حج اسلام کے پانچ بنیادی ارکان ہیں جن کی پیروی کرنے والے کو مسلمان کہا جاتا ہے۔ ذیل کے مضمون میں بیسوی صدی کے پورے عرصہ کے دوران سوویت یونین اور ملحدانہ نظریات کے زیر تسلط رہنے والے وسطی ایشیا کے ملک ازبکستان میں آزادی کے بعد اسلام کے حوالے سے ہونے والی تازہ ترین پیش رفت کا جائزہ لیا جائے گا۔ ماضی میں سرزمین ازبکستان نے عالم اسلام کو عظیم المرتبت علماء اور فقہاء سے نوازا ہے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ ازبکستان کی طویل تاریخ میں اسے کبھی بھی ایک دینی ریاست تصور نہیں کیا گیا۔ اگرچہ سوویت قبضہ سے قبل ازبک معاشرہ میں اسلامی تہذیب اور علماء کا کردار بڑا نمایاں رہا ہے۔ مگر ملک کا سیاسی اقتدار کلی طور پر خانوں' امیروں اور بیگوں کے پاس ہی رہا ہے۔ ماضی قریب میں کمیونسٹوں نے ازبک معاشرہ سے شریعت اسلامی کے اثرات کو مٹانے کے لیے بھرپور کوششیں کیں مگر اسلام کو لوگوں کے قلوب و اذہان اور ان کی روزمرہ زندگی سے بالکلیہ بے دخل نہیں کیا جاسکا۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ الحاد پر مبنی سوویت کمیونسٹ نظام لوگوں کے دلوں سے جذبہ ایمان کو کھرچنے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔

آزادی کے بعد ازبک عوام کو آزادی کے حقیقی مفہوم سے آگاہی حاصل ہوئی ہے۔ ملک کے آئین میں شہریوں کی مذہبی آزادی کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ ۱۹۹۱ء میں مراسم عبادت بجالانے اور مذہبی تنظیموں کی آزادی کے قانون کی منظوری سے اس حقیقت کا اظہار ہوتا ہے کہ ازبک قیادت ملک میں شریعت کی بالادستی کو یقینی بنانے کے لیے سنجیدہ ہے۔ دو جولائی ۱۹۹۲ء کو ملک کی پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے ازبک صدر اسلام کریموف نے مذہب کے حوالے سے ریاستی پالیسی کے درجہ ذیل اصول بیان کیے ہیں۔

انہوں نے کہا:

> ہمیں مذہب اور مذہبی اقدار کا احترام کرنا ہوگا۔ ہم ایسے حالات پیدا کرنے کی کوشش کریں گے کہ مذہب سے متعلق پیش رفت یقینی ہوسکے۔ ہم دینی فرائض اور مذہبی تعطیلات کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم و تربیت پر بھرپور توجہ دیں گے

اس وقت ملک میں امام بخاریؒ سے موسوم تاشقند کے اسلامی ادارے اور سولہ دیگر مدارس میں

دو ہزار سے زائد طلبہ حصول علم میں مصروف ہیں۔ ادارہ علوم شرقیہ کے تحت اسلامی علوم کا ایک مخصوص شعبہ کام کر رہا ہے جسے ابو ریحان البیرونی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ادارہ علوم شرقیہ کو ماہر اور متبحر علماء دین پیدا کرنے کے لیے ۱۹۹۲ء میں قائم کیا گیا تھا۔ مئی ۱۹۹۵ء میں ازبک کابینہ نے "تاشقند بین الاقوامی اسلامی علوم کے مرکز" کی بنیاد رکھی۔ یہ مرکز اسلامی تعلیمات اور اسلامی فلسفہ کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ مذہب' تاریخ اور عوام کے ثقافتی ورثے پر گہری سائنسی تحقیقات پر توجہ دے رہا ہے۔

۹۰-۱۹۸۹ء کے دوران ازبکستان میں مساجد کی مجموعی تعداد اسی یا نوے سے زائد نہ تھی۔ سوویت عہد میں متعدد مساجد کو شہید کیا گیا اور بعض دیگر کو کلبوں' شفاخانوں' لائبریریوں وغیرہ میں تبدیل کیا گیا۔ آزادی کے بعد بہت سی پرانی مساجد کو ان کی اصل حالت میں بحال کرنے کے ساتھ ساتھ متعدد نئی مساجد تعمیر کی گئیں۔ عوام کو براہ راست قرآن پاک سے روشناس کرانے کے لیے ۱۹۹۲ء میں جدید ازبک زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا گیا۔ گزشتہ پانچ سالوں کے دوران قومی سطح پر تلاوت قرآن کے مقابلوں میں نمایاں کارکردگی دکھانے والوں نے مصر' ایران اور ملائشیا میں منعقدہ بین الاقوامی قراءت مقابلوں میں حصہ لیا اور متعدد بڑے بڑے انعامات حاصل کیے۔ ماہ رمضان میں تمام بڑی مساجد میں نماز تراویح میں ناظرہ قرآن حکیم (؟) پڑھا جاتا ہے جسے "ختم قرآن" کہا جاتا ہے۔

ہر سال ماہ رمضان کے آغاز سے پہلے لوگوں کی سہولت کی خاطر بہت بڑی تعداد میں کیلنڈر اور جنتریاں شائع کرواکر عوام میں تقسیم کی جاتی ہیں۔ ان کیلنڈروں اور جنتریوں میں اوقات سحر اور افطار درج ہوتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ سے خصوصی پروگرام نشر ہوتے ہیں جن میں ماہ صیام اور روزوں کی اہمیت کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ ماہ رمضان شروع ہوتے ہی ریستورانوں اور ہوٹلوں کے اوقات کار میں سحرو افطار کے اوقات کے مطابق تبدیلی لائی جاتی ہے۔ متعدد دفاتر میں سحری کا انتظام ہوتا ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے ازبک علماء پر مشتمل بورڈ نے عوام میں زکوۃ دینے کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے متعدد اقدامات کیے ہیں۔ جرائد و رسائل میں زکواۃ کی اہمیت پر مضامین لکھے جاتے ہیں' عوام میں اس سے متعلق ہینڈبلز تقسیم کیے جاتے ہیں اور نصاب زکواۃ سے متعلق فتاویٰ بانٹے جاتے ہیں جن میں زکوۃ کے مسائل درج ہوتے ہیں۔ ان اقدامات کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ازبک مسلمان اس اہم مذہبی فریضہ کی ادائیگی کی طرف زیادہ توجہ دینے لگے ہیں۔ زکوۃ کے ذریعے حاصل ہونے والی رقوم مستحق افراد میں تقسیم کی جاتی ہیں۔

آزادی سے قبل ازبکستان سے تین یا چار افراد نے فریضہ حج ادا کیا تھا۔ آزادی کے بعد (۱۹۹۴ سے ۱۹۹۷ء تک) دس ہزار سے زائد افراد فریضہ حج ادا کر چکے ہیں جبکہ آٹھ ہزار کے قریب نے عمرہ کی ادائیگی کی سعادت حاصل کی ہے۔ گزشتہ سال(۱۹۹۷ء) ازبکستان سے تین ہزار چھ سو افراد نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ ازبک کابینہ ہر سال سفرحج کے انتظامات کے سلسلہ میں خصوصی احکامات جاری کرتی ہے۔ ازبک مسلمانوں کو اس روحانی فریضہ سے فیض یاب ہونے کے لیے ہر طرح کی دستاویزی (معلومات) اور مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

آزادی کے بعد مذہبی شعبے --- عقیدے اور عبادات کی آزادی --- سے متعلق نمایاں پیش رفت یہ ہوئی ہے کہ مختلف مذہبی تنظیموں اور ریاستی پالیسی سازوں کے مابین فاصلہ کم ہوا ہے۔ اس وقت حکومتی اداروں اور مذہبی تنظیموں کے مابین زیادہ ہم آہنگی پائی جاتی ہے اور رفتہ رفتہ دونوں کی سرگرمیوں میں مطابقت پیدا ہو رہی ہے۔

ازبکستان کی سرکاری مذہبی پالیسی درج ذیل نکات پر مشتمل ہے:

-- مذہب کے پیروکاروں کے مذہبی جذبات کی قدر کرنا۔
-- مذہبی اعتقادات کو شہریوں کے نجی امور کی حیثیت سے تسلیم کرنا۔
-- مساوی حقوق کی ضمانت دینا۔
-- مختلف مذہبی تنظیموں کے مابین روحانیت کے احیاء اور مسلمہ اخلاقی اقدار کو فروغ دینے کے لئے مکالمہ کی ضرورت پر زور دینا۔
-- مذہب کو تخریبی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی اجازت نہ دینا۔

اس وقت ازبکستان میں امیر تیمور، الغ بیگ، امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ، زمخشری وغیرہ جیسی شخصیات کے ایام بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منائے جاتے ہیں۔